کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سائل بن کر آیا۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمھارے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں ،اس نے عرض کیا ،کیوں نہیں؟ میرے گھر میں ایک موٹا کمبل ہے جس کے ایک حصے کو ہم بچھونا بناتے ہیں اور ایک حصے کو اوڑھتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا! جاؤ،ان دونوں چیزوں کو میرے پاس لے آو،وہ چلا گیا اور دونوں چیزوں کو لے کر حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے دونوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور حاضرین سے پوچھا، ہے کوئی جو اِن دونوں چیزوں کو خریدے؟ اس کے جواب میں ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں انھیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ اس پر آپؐ نے پوچھا کہ کوئی ہے جو اس سے زیادہ پر خریدے؟ آپؐ نے تین مرتبہ سوال کیا۔ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کیا یارسولؐ اللہ! میں انھیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپؐ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم اس سے لے کر سائل کو دے دیے اور فرمایا جاؤ، ایک درہم سے گھر کے لیے کھانے پینے کا سامان خریدو اور دوسرے درہم سے کلہاڑا خرید کر لے آؤ۔ وہ کلہاڑا لے کر آ گیا، آپؐ نے اس میں لکڑی کا دستہ پیوست کیا اور فرمایا: جاؤ،اس سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور فروخت کرو۔ اس کے بعد ۱۵ دن تک میں تجھے نہ دیکھوں۔ وہ آدمی چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا شروع کر دیں،اس کاروبار سے اسے ۱۰ درہم مل گئے۔ کچھ رقم سے کپڑے خریدے اور کچھ سے کھانے پینے کا سامان۔ پھر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا یہ محنت اور کاروبار تیرے لیے اس ذلت سے بہتر ہے جو قیامت کے روز تمھارے چہرے پر زخم کی صورت میں نمایاں ہو گی۔

سوال صرف تین آدمیوں کے لیے درست ہے ایسے تنگ دست کے لیے کہ تنگ دستی نے اسے زمین سے لگا دیا ہو، ایسے مقروض کے لیے جس پر قرض کا ہولناک بوجھ ہو، ایسے شخص کے لیے جس کے ذمے دیّت کی اتنی رقم واجب ہو جس نے اسے دکھ میں مبتلا کر دیا ہو۔(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه، نسائی)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ ہم نو، آٹھ یا سات افراد کی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم رسولؐ اللہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر لیتے۔ ہماری بیعت کچھ عرصہ پہلے ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم تو پہلے سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا: کیا تم رسولؐ اللہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر لیتے؟ ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم بیعت کر چکے ہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم رسولؐ اللہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر لیتے، کہتے ہیں پھر ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، اب کس چیز پر بیعت کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ان باتوں پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، پانچ نمازیں پڑھو گے، اطاعت کرو گے اور پھر ایک بات آہستہ سے فرمائی: لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو گے۔

میں نے ان آدمیوں میں سے بعض کو دیکھا کہ اگر ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تھا تو کسی سے اٹھا کر دینے کے لیے بھی سوال نہیں کرتے تھے، خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاتے تھے(مسلم)

انسان عزت کی زندگی اسی صورت میں گزار سکتا ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو، اپنے حصے کا کام خود کرے، اپنی گزراوقات کے لیے دوسروں سے مانگنے کے بجائے خود محنت کرے۔ اس وقت مسلمان معاشروں میں گداگری اور دوسروں کے سہارے جینے کا کلچر رواج پا گیا ہے۔ شہروں، دیہاتوں، بازاروں، مساجد کے دروازوں پر مانگنے والوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ صحت منداور جسمانی صلاحیتوں سے بھرپور لوگوں نے بھی گداگری کو پیشہ بنایا ہوا ہے۔ حکومتیں اپنے بجٹ اور منصوبے غیر ملکی امداد کو بنیاد بنا کر تیار کرتی ہیں۔ اس کے عوض مدد دینے والے ملکوں کے منصوبوں اور ایجنڈے کو عملی جامہ پہناتی ہیں۔ ان کی ناجائز خواہشات کو پورا کرتی ہیں۔ اپنے بھائیوں کا خون بہاتی ہیں اور ملکی آزادی اور خودمختاری کو داؤ پر لگا دیتی ہیں۔

آج اس امداد کی بدولت مسلمان ممالک ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں۔ استعماری طاقتوں کی طرف

سے مداخلت کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ نبی کریمؐ کے ان ارشادات کی روشنی میں مسلمان اپنا انفرادی اور اجتماعی نظام تشکیل دے دیں۔ دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا چھوڑ دیں، امداد کے نام سے دیے جانے والے غیرملکی سودی قرضوں کا انکار کر دیں، ان کی غلامی ترک کر دیں تو کھوئی ہوئی عزت دوبارہ بحال ہوسکتی ہے۔

○

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ایک کھجور کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہوتا کہ کھجور کا یہ دانہ صدقے والی کھجوروں میں سے ہے، تو میں اسے کھالیتا۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس گھر تشریف لائے، آپؐ نے دیکھا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا ہے، آپؐ نے اسے اٹھایا، صاف کیا پھر کھالیا، اور فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تمھاری پڑوسی بن جائیں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ (حسن سلوک سے پیش نہ آؤ گے تو بھاگ جائیں گی) اور جس قوم سے یہ بھاگ جاتی ہیں، ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آتیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے شیطان تمھارے پاس ہر کام کے وقت آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی آجاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھالے۔ اس کے ساتھ جو مٹی لگ گئی ہو اسے دور کردے، پھر اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب فارغ ہوجائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے، پتا نہیں کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

آپؐ نے پیالے، پلیٹ کو صاف کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: تم نہیں جانتے کہ برکت کس حصے میں ہے۔ (مسلم)

آج صبح، دوپہر، شام کے معمول کے ناشتوں اور کھانوں، دعوتوں اور ضیافتوں میں رزق کی جو ناقدری، اسراف اور ضیاع ہوتا ہے، اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ نبیؐ کے سامنے کھانا آتا، آپؐ کا جی چاہتا تو کھالیتے، چاہت نہ ہوتی تو واپس کردیتے، لیکن کھانے کی کبھی برائی بیان نہ کی۔ آج اگر ہم اپنے گھروں، ہوٹلوں، دعوتوں اور تقریبات میں کھانے کو ضائع کرنا چھوڑ دیں، ضرورت کے مطابق کھانا پکائیں اور ضرورت کے مطابق پلیٹ میں ڈال کر کھائیں تو ہر گھر اور کھانے کی ہر تقریب میں رزق کی

اتنی بچت ہو جائے کہ ایک ایک گھر سے دو، دو اور تین تین آدمیوں کو کھانا دیا جاسکے، کھانا ضائع ہونے کے بجائے کسی بھوکے کے کام آجائے گا۔ گھروں میں بھی احتیاط نہیں ہوتی، پلیٹوں میں کھانا بچ جاتا ہے، جسے کوئی دوسرا آدمی کھانے کے لیے تیار نہیں ہوتا، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے گٹر میں پھینک دیا جاتا ہے۔ روٹیاں بھی ضرورت سے زائد ہوتی ہیں، انھیں بھی ڈھیر پر پھینک دیا جاتا ہے، اور تقریبات میں تو بعض اوقات سوآدمیوں کے لیے اتنا کھانا پکایا جاتا ہے جو دوسو، تین سو کے لیے کافی ہو، نتیجتاً بہت سارا کھانا بچ جاتا ہے اور ضائع کر دیا جاتا ہے۔ نبیؐ نے اس نامعقول عمل پر نکیر فرمائی، زمین پر کھجور کے ایک دانے، روٹی کے ایک معمولی ٹکڑے، پلیٹ میں بچے ہوئے تھوڑے سے سالن کو چھوڑ کر ضائع کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اسے نعمت کی ناقدری اور ناشکری قرار دیتے ہوئے، اس سے محرومی کا سبب قرار دیا۔

آج حکمران طبقہ دولت کا جو ضیاع کرتا ہے، ان کے محلات میں کھانے کی جس طرح اسراف و تبذیر ہوتی ہے، وہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ایک طرف لوگوں کا حال یہ ہے کہ انھیں اتنی روٹی نہیں ملتی کہ اپنا پیٹ بھر سکیں، آٹے کے حصول کے لیے سٹوروں پر لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، ملک میں آٹے، بجلی، گیس کا بحران ہے اور دوسری طرف ایک ایک آدمی کے کھانے پر ہزاروں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ سرکاری افسران، حکومتی عہدے دار، بیوروکریٹ، فوجی جرنیل، سرمایہ دار، مل مالکان کے پیٹوں کو بھرنے کے لیے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اللہ کی دی ہوئی اس دولت کے ضیاع کو روکنا چاہیے، تعلیم و تربیت اور قانون سازی کے ذریعے اس عمومی وبا کے آگے بند باندھنا چاہیے۔ جو لوگ اسلامی تعلیمات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ناآشنا ہیں، ان کو تو اس کا ہوش نہیں ہے، لیکن اسلام کو سینے سے لگانے والوں کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔ اپنے گھروں میں نبی کریمؐ کی سیرت کی روشنی میں، اپنی معیشت میں رزقِ حلال کی قدر اور اسے ضیاع سے بچانے کا ضروری اہتمام کرنا چاہیے، کہ یہ شکرگزاری کا تقاضا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پھر معاشرے اور اونچی سوسائٹی کی عیاشی، پیٹ پرستی اور شہوت پرستی کے فتنے سے امت مسلمہ کو نجات دلانے کے لیے بڑے پیمانے پر مہم چلائی جائے۔ اللہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو بددعا نہ دو، اپنی اولاد کو بددعا نہ دو، اپنے خادموں کو بددعا نہ دو، اپنے مال مویشی کو بددعا نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ بددعا ایسی گھڑی میں ہو جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں تو وہ بددعا قبول ہو جائے (مسلم، ابوداؤد)

لوگ پریشانی اور غصے میں بے قابو ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو، اولاد، اہل خانہ اور نوکر چاکروں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات بددعائیں بھی دے دیتے ہیں۔ تو مر جائے، تیرا خانہ خراب ہو، اے اللہ! آج سے مجھے اس کی شکل نہ دکھا، ان کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں وغیرہ وغیرہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں تنبیہ فرمائی کہ غصے اور پریشانی کی حالت میں اپنی زبان کو قابو میں رکھو، گالی گلوچ اور بددعاؤں سے پرہیز کرو، اس لیے کہ بددعا لگ بھی سکتی ہے اور اگر بددعا لگ گئی تو پھر رونا دھونا کام نہ آئے گا۔ بعض لوگ غصے میں بے قابو ہو کر بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں، جس سے ہنستا بستا گھر اجڑ جاتا ہے۔ اس قسم کے جذباتی لوگوں کے لیے اس حدیث میں بہت بڑا درس ہے۔ صبر، بعد کی پریشانیوں سے بچنے کا بہترین سامان ہے۔